***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Role of Reason in Establishing the Objectives of Sharia (Maqasid al-Sharia): A Research and Comparative Study of the Views of Imam Izz al-Din ibn 'Abd al-Salam and Imam al-Shatibi

مقاصدِ شریعت کے اثبات میں عقل کا کردار: امام عزبن عبد السلام اور امام شاطبی کی آراء کا تحقیقی جائزہ

Muhammed Hanif
PhD scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, D. G, Khan, Pakistan
mohammadhanif30728@gmail.com
Muhammed Sajid Naseem Khan
PhD scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, D. G, Khan, Pakistan
msajidnaseemjatoi@gmail.com
Muhammad Rafique
PhD scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, D. G, Khan, Pakistan
qarirafique59@gmail.com

Abstract
This research article explores the status and scope of human reason (Aql) in understanding and establishing the Higher Objectives of Sharia (Maqasid al-Sharia), through the lenses of two towering figures in Islamic jurisprudence: Imam Izz al-Din ibn 'Abd al-Salam and Imam al-Shatibi. The central premise of this study is that Islamic Sharia is not merely a collection of rigid laws but a logical system designed to secure human interests (Masalih) and repel harms (Mafasid) a system whose profound wisdom is accessible through the faculty of reason. The study highlights that Imam Izz al-Din ibn 'Abd al-Salam (the founder of Maqasid thought) perceives reason as the "Scale of Interest" (Mizan al-Maslahah), capable of identifying good and evil even prior to the arrival of revelation. On the other hand, Imam al-Shatibi (the great systematizer of Maqasid) utilizes an Inductive Method (Istiqra) to position reason as the "Servant and Interpreter of Revelation," whose primary task is to derive universal principles from the particular texts of Sharia. The research concludes that both scholars view reason as a "revealer" (Kashif) and "interpreter" of Divine Intent rather than an independent legislator. The findings emphasize that adopting this rational and objective-oriented approach is essential for addressing contemporary complex issues and maintaining the dynamic nature of Islamic Law.

Keywords: Maqasid al-Sharia, Reason (A ql), Imam Izz al-Din ibn 'Abd al-Salam, Imam al-Shatibi, Maslahah (Public Interest), Inductive Method, Comparative Jurisprudence

تعارف موضوع

اسلامی شریعت کا بنیادی خاصہ اس کا "معقول" اور "بامقصد" ہونا ہے۔ یہ محض چند احکام کا مجموعہ نہیں، بلکہ اس کا ہر حکم انسانی مصلحتوں (Masalih) کے تحفظ اور مفاسد (Mafasid) کے ازالے کے گرد گھومتا ہے۔ اسی مقصدیت کو علمی اصطلاح میں 'مقاصدِ شریعت' کہا جاتا ہے۔ اس علم کی تاریخ میں امام عزبن عبد السلام اور امام شاطبی کے نام سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس تحقیق کا بنیادی محور مقاصدِ شریعت کے اثبات اور تفہیم میں 'عقل'(Reason) کے کردار کا جائزہ لینا ہے۔ جہاں امام عزبن عبد السلام نے عقل کو مصلحتوں کی شناخت کے لیے ایک حساس 'میزان'(Scale) کے طور پر پیش کیا، وہاں امام شاطبی نے استقرائی منہج کے ذریعے عقل کو شریعت کے کلی نظام کا 'مفسر' اور 'محافظ' ثابت کیا۔ یہ مقالہ اس بحث کو اجاگر کرتا ہے کہ عقل، وحی کے مقابل کوئی متوازی قوت نہیں بلکہ وحی کے منشا کو سمجھنے اور اسے انسانی زندگی پر منطبق کرنے کا بنیادی واسطہ ہے۔ اس تقابلی مطالعے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ دونوں ائمہ کے نزدیک شریعت اور عقل میں کوئی تضاد نہیں، بلکہ عقل ہی وہ آلہ ہے جو شریعت کی ابدیت اور آفاقیت کو ہر دور میں ثابت کرتی ہے۔

مقاصد شریعت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

"مقاصدِ شریعت" کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ان دونوں الفاظ کے لغوی (Literal) معنی کو واضح کیا جائے۔ عربی زبان میں ان کے معنی انتہائی گہرے اور معنی خیز ہیں۔

مقصد کا لفظی معنی

لفظ "**مقصد**" عربی زبان کے مادے(ق-ص-د) سے نکلا ہے۔ اس کے لغوی مفہوم میں درج ذیل پہلو شامل ہیں:

ارادہ اور عزم: کسی چیز کا پختہ ارادہ کرنا۔

میانہ روی: کسی کام میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا (اسی سے 'اقتصاد' نکلا ہے)۔

سیدھا راستہ: کسی منزل کی طرف جانے والا سیدھا اور واضح راستہ۔

ہدف اور غرض: وہ نشانہ یا نتیجہ جس کے حصول کے لیے کوئی کام کیا جائے۔

گویا کہ مقاصد سے مراد وہ اہداف، حکمتیں اور غایات (Goals) ہیں جن کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ نے احکامات نازل فرمائے۔

شریعت کا لفظی معنی

لفظ "**شریعت**" عربی زبان کے مادے ش-ر-ع سے نکلا ہے۔ اس کے بنیادی لغوی معنی درج ذیل ہیں:

پانی پینے کی جگہ: وہ صاف اور ہموار راستہ جو بہتے ہوئے پانی (دریا یا چشمے) کی طرف جاتا ہو جہاں سے لوگ اور جانور پانی پیتے ہیں۔

واضح راستہ: ایک ایسا سیدھا اور کھلا راستہ جو بالکل صاف دکھائی دے۔

ابتداء کرنا: کسی کام کو شروع کرنا یا قانون سازی کرنا۔

وجہ تسمیہ: شریعت کو اس کے لغوی معنی (پانی کا راستہ) کی مناسبت سے اس لیے شریعت کہا جاتا ہے کیونکہ جس طرح پانی جسمانی زندگی کے لیے ناگزیر ہے، اسی طرح شریعتِ الٰہی انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی کے لیے ضروری ہے۔

مقاصدِ شریعت سے مراد:

"وہ اہداف، مصلحتیں اور فوائد جن کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے واضح راستہ (شریعت) مقرر فرمایا ہے تاکہ انسان کی دنیا اور آخرت دونوں سنور سکیں۔"

عزبن عبدالسلام رحمہ اللہ اور امام شاطبی رحمہ اللہ کا تعارف

عزبن عبدالسلام رحمہ اللہ

آپ کی کنیت: ابو محمد، نام: عبد العزیز بن عبد السلام بن ابو القاسم بن الحسن السلمی الدمشقی ہے۔ لقب: آپ عزالدین، شیخ الاسلام اور سلطان الائمہ کے القابات سے مشہور ہوئے۔

آپ کو بنو سلیم قبیلہ کی طرف نسبت کی وجہ سے سلمی جبکہ دمشق میں پیدائش کی وجہ سے دمشقی کہا جاتا ہے۔

آپ 577ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔

عقیدۃ میں اشاعرہ جب کہ فروعات میں امام شافعی کے مقلد تھے اسی وجہ سے الشافعی کی نسبت پڑی آپ ایک مشہور فقیہ، اصولی، مفسر، لغوی، زاہد، خطیب، قاضی اور مصنف تھے۔

سلطان العلماء امام عزالدین بن عبد السلام (متوفی 660ھ) تاریخ اسلام کی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہیں علم اور جرات کا سنگم مانا جاتا ہے۔ ان کے اساتذہ اور شاگردوں کی فہرست نہایت ہی پر وقار ہے:

امام عز الدین کے نامور اساتذہ

آپ نے دمشق اور بغداد کے بڑے علمی مراکز سے فیض پایا:

فخر الدین بن عساکر: (فقہ شافعی کے بڑے امام) آپ نے ان سے طویل عرصہ فقہ پڑھی۔

سیف الدین الآمدی: (اصولِ فقہ اور منطق کے امام) آپ نے عقلی علوم اور اصول ان سے سیکھے۔

حافظ قاسم بن عساکر: (محدث) آپ نے ان سے علمِ حدیث کی سماعت کی۔

عمر بن طبرزد البغدادی: بغداد کے مشہور محدث، جن سے آپ نے اعلیٰ سندیں حاصل کیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردی: (صاحبِ عوارف المعارف) ان سے آپ نے تزکیہ اور تصوف کا فیض پایا۔

2. امام عز الدین کے مشہور شاگرد (تلامذہ)

امام صاحب کے حلقہ درس سے ایسی شخصیات نکلیں جنہوں نے بعد میں علم کی دنیا پر حکمرانی کی:

امام ابن دقیق العید: یہ آپ کے سب سے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ وہ فقہ اور حدیث میں اس درجے پر پہنچے کہ انہیں اپنے دور کا مجدد مانا جاتا ہے۔

امام علاؤ الدین الباجی: یہ بھی اپنے وقت کے بہت بڑے فقیہ اور اصولی بنے۔

تاج الدین صرصری: مشہور شاعر اور مدحِ رسول ﷺ کے لیے معروف عالم۔

امام ابو شامہ المقدسی: یہ مشہور مؤرخ اور عالم تھے، انہوں نے امام عزالدین سے بہت کچھ روایت کیا۔

ابو الفتح بن سید الناس: مشہور سیرت نگار اور محدث۔

مختصر تعارف و لقب

لقب: آپ کا سب سے مشہور لقب "سلطان العلماء" (عالموں کے بادشاہ) ہے، جو آپ کو آپ کے شاگرد ابن دقیق العید نے ان کی حق گوئی کی وجہ سے دیا تھا۔

تصنیفات

مشہور کتب میں سے چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

التفسير الكبيرالالمام في ادله الاحكام

قواعد الشرعيه الفوائد

قواعد الاحكام في مصالح الانام

بدايه السول في تفضيل الرسول

الفتاوى لغايه في اختصار النهايه

الاشاره الى الايجاز في بعض انواع المجاز

مسائل الطريقه الفرق بين الايمان والاسلام

مقاصد الرعايه

شجره المعارف[1]

الجمع بين الحاوى والنهاية

وفات: آپ جمادی الاولی 660 ہجری کو اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے اور اپ کی تدفین قرافہ کبری میں کی گئی جو کہ قاہرہ میں واقع ہے

امام ابو اسحاق الشاطبی (صاحبِ موافقات) کا مختصر اور جامع تعارف درج ذیل ہے:

پورا نام و نسب

آپ کا نام ابراہیم بن موسیٰ بن محمد ہے۔ چونکہ آپ کا خاندان اندلس کے شہر شاطبہ (Xàtiva) سے تعلق رکھتا تھا، اس لیے آپ "الشاطبی" کہلاتے ہیں۔

کنیت و لقب

کنیت: ابو اسحاق، **لقب:** اللخمی (آپ کا قبیلہ "لخم" تھا)، الغرناطی (چونکہ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ غرناطہ میں گزرا)۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اسلامی تاریخ کے ان چند گنے چنے علماء میں سے ہیں جنہوں نے اصولِ فقہ کے علم کو ایک نیا رخ دیا۔ وہ صرف ایک فقیہ نہیں بلکہ ایک مصلح اور مجتہد تھے۔ ان کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ ان کا "مقاصدِ شریعہ" (شریعت کے مقاصد) کے نظریے کو باقاعدہ ایک علم کی شکل میں مدون کرنا ہے۔

نمایاں خصوصیات:

متبع سنت: آپ سنتِ نبوی کے سخت پابند تھے اور بدعات کے خلاف آپ نے بہت کام کیا۔

مالکی المذہب: فقہی طور پر آپ کا تعلق فقہ مالکی سے تھا، لیکن آپ کی تحقیق تمام مسالک کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

تاریخِ پیدائش: آپ کی صحیح تاریخِ پیدائش معلوم نہیں ہے، لیکن آپ آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں غرناطہ (اندلس / سپین) میں پیدا ہوئے۔

تاریخِ وفات: آپ کی وفات 8 شعبان 790ھ (بمطابق 1388ء) کو غرناطہ میں ہوئی۔

امام ابو اسحاق الشاطبیؒ (متوفی 790ھ) اندلس کے جلیل القدر عالم، اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ شیوخ ، تلامذہ اور تصانیف کا مختصر مگر مستند تعارف درج ذیل ہے:

امام شاطبی کے مشہور اساتذہ

آپ نے اپنے دور کے جید ترین علماء سے فیض حاصل کیا، جن میں نمایاں یہ ہیں:

امام ابن الفخار البيري: یہ آپ کے سب سے بڑے استاد ہیں جن سے آپ نے حدیث اور دیگر علوم پڑھے۔

ابو القاسم الشريف السبتي: یہ مشہور نحوی اور لغوی تھے، امام شاطبی نے عربی زبان پر مہارت انہی سے حاصل کی۔

ابو عبد الله المقري: یہ مشہور فقیہ اور اصولی تھے، ان کی صحبت کا امام شاطبی کے فکری کام پر گہرا اثر ہے۔

ابو سعيد بن لب: یہ غرناطہ کے مفتیِ اعظم تھے اور امام شاطبی کے فقہی ذوق کی آبیاری میں ان کا بڑا حصہ ہے۔

ابو البركات ابن الحاج البلفيقي: حدیث اور تاریخ کے بڑے عالم تھے۔

امام شاطبی کے مشہور شاگرد (تلامذہ)

چونکہ امام شاطبی اپنے دور میں ایک منفرد علمی مقام رکھتے تھے، اس لیے اندلس اور مغرب (مراکش وغیرہ) کے بہت سے طلباء نے ان سے کسبِ فیض کیا۔ ان کے چند بڑے شاگرد یہ ہیں:

امام ابويحيى بن عاصم الغرناطي: یہ امام شاطبی کے سب سے نامور شاگرد ہیں۔ انہوں نے اپنے استاد کی فکر کو آگے بڑھایا اور مشہور کتاب "مرتقی الوصول" کے مصنف ہیں۔

ابو بكر بن عاصم: یہ ابن عاصم کے بھائی تھے اور انہوں نے بھی امام شاطبی سے علم حاصل کیا (ان کی مشہور منظوم کتاب "تحفة الحكام" فقہ مالکی میں بہت معروف ہے)۔

ابو عبد الله البياطي: انہوں نے امام شاطبی سے عربی ادب اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

ابو جعفر القصار: یہ بھی امام شاطبی کے ممتاز شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔

امام شاطبیؒ کی مشہور تصانیف

الموافقات فی أصول الشریعۃ: یہ امام شاطبیؒ کی سب سے معروف اور عظیم تصنیف ہے۔ اس کا موضوع: اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت ہے۔ اس کتاب میں شریعت کے مقاصد (حفظِ دین، نفس، عقل، نسل، مال) کو باقاعدہ اصولی بنیادوں پر پیش کیا گیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک مقاصدِ شریعت پر یہ کتاب اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔

الاعتصام: اس کا موضوع: بدعت اور سنت ہے۔ اس میں بدعت کی حقیقت، اس کے اقسام اور شریعت میں اس کی قباحت کو مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ سنت کے منہج کو مضبوط دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

شرح الخلاصة (الخلاصة في النحو): نحو (عربی گرامر) پر ایک علمی شرح۔ اس سے امام شاطبیؒ کی لسانی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

عنوان الاتفاق في علم الاشتقاق: اس کا موضوع: علمِ اشتقاق (صرف و نحو سے متعلق علم) یہ عربی زبان کے دقیق مباحث پر مشتمل کتاب۔

الإفادات والإنشادات: متفرق علمی فوائد، اشعار اور لطائف پر مشتمل مجموعہ۔

بعض مصادر میں چند رسائل اور جزوی تعلیقات کا بھی ذکر ملتا ہے، مگر اوپر بیان کردہ کتب آپ کی معروف اور مستند تصانیف ہیں۔

مناقب: مناقب بہت زیادہ ہیں۔ صرف تھوڑے سے ذکر کیے جاتے ہیں کہ ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام صاحب حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حافظ، قرائت و تفسیر کے عالم تھے، اور لوگ آپ رحمہ اللہ سے اپنے نسخوں کی تصدیق کراتے تھے اور بوقت ضرورت نکتے بھی لگاتے تھے۔

وفات: طبقات شافعیہ میں ہے کہ آپ رحمہ اللہ قبلہ اول کی زیارت کے بعد جب مصر کے شہر قاہرہ میں آئے تو وہاں دین کی تعلیم کا آغاز کر دیا، لیکن زیادہ عمر نہ گزار سکے ایک سال بعد 28 جمادی الثانی کو اتوار کے دن قاہرہ میں 590 ہجری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ان کی مکمل عمر 52 سال ہے

مقاصدِ شریعت کے اثبات میں عقل کا کردار: امام عز بن عبد السلام اور امام شاطبی کی آراء کا تحقیقی و تقابلی جائزہ

اسلامی شریعت کا مقصدِ وحید انسانی مصلحتوں کا تحفظ اور مفاسد کا ازالہ ہے۔ اس عظیم نظریے کی بنیاد امام عز بن عبد السلام نے رکھی، جبکہ اسے ایک مستقل علم کی حیثیت امام شاطبی نے عطا کی۔ دونوں ائمہ کے ہاں 'عقل' محض ایک ثانوی آلہ نہیں، بلکہ شریعت کے مقاصد کو سمجھنے، ان کے اثبات اور ان کی درجہ بندی کا بنیادی ستون ہے۔ یہ مقالہ ان دونوں مفکرین کی کتب سے حاصل شدہ شواہد کی روشنی میں عقل کے اسی کلیدی کردار کو واضح کرتا ہے۔

1. عقل بطورِ 'میزانِ مصلحت' (امام عزبن عبد السلام کا نقطہ نظر)

امام عزبن عبد السلام کے نزدیک دنیا کے بیشتر احکامِ شرعیہ معقول المعنی ہیں۔ وہ عقل کو ایک ایسا ترازو قرار دیتے ہیں جو وحی کے آنے سے پہلے بھی مصلحت کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

آپ اپنی کتاب قواعد الأحکام میں دنیوی مصلحتوں کو پہچاننے کے لیے عقل اور تجربہ کو کافی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أَمَّا مَصَالِحُ الدُّنْيَا وَمَفَاسِدُهَا فَمَعْرُوفَةٌ بِالْعَقْلِ وَالتَّجَارِبِ... فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَعْرِفَ الْمَصَالِحَ فَلْيَعْرِضْ ذَلِكَ عَلَى عَقْلِهِ."[1]

"دنیا کی مصلحتیں اور مفاسد، عقل اور تجربات سے معلوم ہوتے ہیں۔ جو شخص مصلحتوں کو پہچاننا چاہے، اسے چاہیے کہ وہ انہیں اپنی عقل پر پیش کرے۔"

3. شریعت: عقلِ سلیم کی مؤکد اور نقیب

امام صاحب کا ایک اہم نظریہ یہ ہے کہ عقل اور وحی میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی کتاب "الفوائد في اختصار المقاصد" میں لکھتے ہیں کہ شریعت ان مصلحتوں کی توثیق کرتی ہے جنہیں عقل پہلے سے درست مانتی ہے۔

"فَمَا كَانَ مَعْلُومًا بِالْعَقْلِ فَالشَّرْعُ مُؤَكِّدٌ لَهُ... لِأَنَّ الْعَقْلَ السَّلِيمَ لَا يَأْمُرُ إِلَّا بِخَيْرٍ."[2]

"جو چیز عقل سے معلوم ہو جائے، شریعت اس کی تاکید کرتی ہے، کیونکہ عقلِ سلیم صرف خیر کا ہی حکم دیتی ہے۔"

4. عقل بطورِ 'خادم و مترجمِ وحی' (امام شاطبی کا نقطہ نظر)

امام شاطبی نے امام عزبن عبد السلام کے نظریے کو مزید وسعت دی اور ثابت کیا کہ عقل کا کام صرف مصلحت پہچاننا نہیں بلکہ وحی کے مجموعی نظام (Induction) سے قطعی نتائج اخذ کرنا ہے۔

* الموافقات: امام شاطبی کے نزدیک مصلحتیں عقل کے نزدیک پہلے سے معروف تھیں۔

"یہ مصلحتیں شریعت کے آنے سے پہلے بھی عقلمندوں کے نزدیک معلوم تھیں... شریعت ان کی توثیق کے لیے آئی۔"[3]

* استقرائی منہج: شاطبی نے عقل کے ذریعے شریعت کے تمام جزئیات کا مطالعہ کیا اور 'مقاصدِ خمسہ' (دین، جان، عقل، نسل، مال) کو عقلی و شرعی طور پر ثابت کیا۔

---

[1] قواعد الأحكام في مصالح الأنام، عز الدين عبد العزيزبن عبد السلام، قواعد الأحكام،(1991ء، قاہرہ: مکتبہ الکلیات الأزہریۃ)15/1-

[2] الفوائد فی اختصار المقاصد، عز الدين عبد العزيزبن عبد السلام(دمشق:دار الفكر،1996ء) ص 34

[3] إبراهيم بن موسى الشاطبى ،الموافقات، (الخبر:دار ابن عفان1997ء) ،48/2

3. وسائل اور مقاصد میں تمیز: ایک عقلی ضرورت

دونوں ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ عقل ہی وہ قوت ہے جو 'ذریعہ' (Means) اور 'مقصد' (Ends) کے درمیان فرق کرتی ہے۔

امام صاحب اپنی کتاب "شجرۃ المعارف" میں عقل کو ایک نورانی ترازو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"فَالْعَقْلُ شَاهِدُ اللهِ فِي بَرِيَّتِهِ، بِهِ تَبِينُ الْحَقَائِقُ، وَتَتَمَيَّزُ الْوَسَائِلُ عَنِ الْمَقَاصِدِ." [4]

"عقل مخلوق میں اللہ کی گواہ ہے، اسی سے حقائق واضح ہوتے ہیں اور 'وسائل' و 'مقاصد' کے درمیان فرق نمایاں ہوتا ہے۔"

اور "المقاصد الشافية في شرح خلاصة الكافية" (امام شاطبی): امام شاطبی نے اسے لسانیات تک پھیلا دیا:

(یہ ابن مالک کی الفیہ کی شرح ہے)، اس میں امام شاطبی نے ثابت کیا ہے "نحوی قواعد تعبدی نہیں بلکہ مقاصدِ کلام کو سمجھنے کے عقلی آلات ہیں۔ عقل ہی کلام کی حکمت تلاش کرتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"إِنَّ الْقَوَاعِدَ النَّحْوِيَّةَ لَيْسَتْ أُمُورًا تَعَبُّدِيَّةً، بَلْ هِيَ مَعْلُولَةٌ بِمَقَاصِدِ الْعَرَبِ فِي تَفْهِيمِ الْمَعَانِي. فَالْعَقْلُ هُوَ الَّذِي يَتَطَلَّعُ إِلَى حِكْمَةِ الْوَضْعِ لِيَفْهَمَ مَقْصُودَ الْمُتَكَلِّمِ." [5]

"بے شک نحوی قواعد محض 'تعبدی' (بغیر وجہ کے) امور نہیں ہیں، بلکہ ان کی علتیں (Reasons) کلامِ عرب کے ان مقاصد میں چھپی ہیں جن کا مقصد معانی کو سمجھانا ہے۔ پس عقل ہی وہ قوت ہے جو لغت کی وضع کے پیچھے چھپی حکمت کو تلاش کرتی ہے تاکہ کلام کرنے والے کے مقصد کو سمجھ سکے۔"

4. عقل کی حدود اور وحی کا مقام

دونوں مفکرین عقل کو حاکمِ مطلق نہیں بناتے، بلکہ اس کی حدود متعین کرتے ہیں۔

* امام عز بن عبد السلام: عقل دنیوی مصلحتوں میں خود مختار ہے، لیکن اخروی ثواب و عذاب (تعبد) کے لیے وحی کی محتاج ہے۔

5. زبانِ وحی اور عقلی استنباط

امام صاحب کے نزدیک قرآن کے مجازی اسلوب اور اشاروں کو سمجھنے کے لیے بھی عقل ناگزیر ہے، تاکہ حکم کے پیچھے چھپے مقصد تک پہنچا جا سکے۔ ان کی کتاب "الإشارة إلى الإيجاز" اس نکتے کی وضاحت کرتی ہے:

---

[4] عز الدين عبد العزيزبن عبد السلام، شجرة المعارف والاحوال وصالح الاقوال(بيروت:دار الكتب العلمية1996ء)17

[5] إبراهيم بن موسى الشاطبى،المقاصد الشافية فى شرح خلاصة الكافية (مكة مكرمة :معهد البحوث العلمية ، جامعة ام القرىٰ 2007ء) 1/ 145

"وَالْعَقْلُ هُوَ الْآلَةُ الَّتِي بِهَا تُسْتَنْبَطُ مَصَالِحُ الْأَحْكَامِ... فَمَنْ عَطَّلَ عَقْلَهُ حَرُمَ فَهْمَ مَقَاصِدِ رَبِّهِ."[6]

"عقل وہ آلہ ہے جس سے احکام کی مصلحتوں کا استنباط ہوتا ہے۔ جس نے عقل کو معطل کیا، وہ اپنے رب کے مقاصد کو سمجھنے سے محروم رہا۔"

* امام شاطبی اپنی کتاب الاعتصام (یہ کتاب بدعت کے رد میں ہے، لیکن اس میں عقل کے دائرہ کار پر نہایت اہم بحث موجود ہے۔) میں فرماتے ہیں کہ عقل اگر وحی سے آزاد ہو جائے تو وہ مصلحت کے نام پر خواہشِ نفس کی پیروی کرنے لگتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل ہے۔

"الْعَقْلُ مِيزَانٌ لَا يَتَخَلَّفُ فِي جَلْبِ الْمَصَالِحِ الدُّنْيَوِيَّةِ، وَالشَّرْعُ إِنَّمَا جَاءَ لِيُكَمِّلَ لِلْعَقْلِ نَظَرَهُ فِي مَآلَاتِ الْأَفْعَالِ، لِأَنَّ الْعَقْلَ قَدْ يَرَى الْمَصْلَحَةَ الْعَاجِلَةَ وَيَخْفَى عَلَيْهِ الْمَفْسَدَةُ الْآجِلَةُ."[7]

"عقل دنیوی مصلحتوں کے حصول میں ایک ایسا ترازو ہے جو خطا نہیں کرتا، اور شریعت اس لیے آئی ہے تاکہ عقل کے لیے 'انجامِ کار' (Consequences) پر نظر ڈالنے کے عمل کو مکمل کر دے۔ کیونکہ عقل کبھی فوری مصلحت تو دیکھ لیتی ہے مگر اس پر وہ نقصان چھپا رہ جاتا ہے جو بعد میں ظاہر ہونے والا ہوتا ہے۔"

عز بن عبد السلام سے اور امام شاطبی کی آراء کا تقابلی و تحقیقی خلاصہ

ان دونوں ائمہ کے منہج کا موازنہ درج ذیل نکات میں کیا جا سکتا ہے:

نکتہ	امام عز بن عبد السلام	امام شاطبی
بنیادی رخ	مصلحتوں کی انفرادی پہچان اور قانونی قواعد۔	مصلحتوں کا مجموعی نظام (System) اور فلسفہ۔
عقل کا کردار	عقل مصلحت کو پہچاننے والا 'ترازو' ہے۔	عقل وحی کے جزئیات سے 'کلی مقاصد' نکالنے والا 'استقراء' ہے۔
اطلاق	فقہ اور تصوف (نفس کی اصلاح) پر زیادہ زور۔	اصولِ فقہ، لغت اور ردِ بدعت پر گہرا اطلاق۔

حاصلِ تحقیق (Conclusion)

---

6 قواعد الأحكام في مصالح الأنام، عز الدين عبد العزيزبن عبد السلام، قواعد الأحكام، (قاہرہ: مكتبہ الكليات الأزہريۃ، 1991ء)25/1-

7 ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی، الاعتصام(دمام:دار ابن الجوزی 1992ء) 2/ 158

اس تحقیقی جائزے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام عزبن عبد السلام اور امام شاطبی کے نزدیک مقاصدِ شریعت کا اثبات عقل کے بغیر نامکمل ہے۔ عقل وہ آلہ ہے جو شریعت کی 'حکمت' سے پردہ اٹھاتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ اسلام ایک منطقی اور مصلحت پسند دین ہے۔ امام عزبن عبد السلام نے عقل کو مصلحت کا 'کاشف' (Revealer) بنایا، جبکہ امام شاطبی نے اسے مقاصد کا 'محافظ' اور 'مترجم' (Interpreter) بنا کر پیش کیا۔

کتابیات / Bibliography

1. ابن عبد السلام، عز الدين عبد العزيز۔ قواعد الأحكام في مصالح الأنام (قاہرہ: مکتبہ الكليات الأزهرية، 1991ء)۔
2. ابن عبد السلام، عز الدين عبد العزيز۔ شجرة المعارف والأحوال وصالح الأقوال والأعمال (بیروت: دار الكتب العلميہ، 2003ء)۔
3. ابن عبد السلام، عز الدين عبد العزيز۔ الفوائد في اختصار المقاصد (القواعد الصغرى)۔ (دمشق: دار الفكر، 1996ء)۔
4. الشاطبي، إبراهيم بن موسى۔ الموافقات۔ (الخبر: دار ابن عفان، 1997ء)۔
5. الشاطبي، إبراهيم بن موسى۔ الاعتصام (دمام: دار ابن الجوزی، 1992ء)۔
6. الشاطبي، إبراهيم بن موسى۔ المقاصد الشافية في شرح خلاصة الكافية (مکہ مکرمہ: معهد البحوث العلمية، جامعہ ام القریٰ، 2007ء)۔